خون ناحق کے طلب گار اب آنا ہوگا

یہ نظم مولانا حسن ظفر نقوی نے خاص طور پر شہید علامہ عارف حسین الحسینیؒ کی برسی کے اجتماع کے موقع پر ۲ /اگست ۲۰۰۹ء کو لکھی اور پڑھی گئی۔

خون بہتا رہا صدیوں سے جو مظلوموں کا
خون اِک باپ کا اور اس کے جواں بیٹوں کا
خون ماؤں کا جواں بہنوں کا معصوموں کا
اے لہو رنگ تجھے اپنا دکھانا ہوگا
خونِ ناحق کے طلب گار اب آنا ہوگا

ظلم کی آگ میں جلتا ہی رہا پارا چنار
سبزہ و گل میں ہے خونِ شہداء کی مہکار
کیا سنائی نہیں دیتی تمہیں ماؤں کی پکار
راستہ آگ کے دریا میں بنانا ہوگا
خونِ ناحق کے طلب گار اب آنا ہوگا

ایک مقتل سا نظر آتا ہے ڈی آئی خان[1]
سر بہ سر خون سے رنگین ہوا ڈی جی خان[2]
روز دیتے ہیں یہاں اہلِ عزا جان پہ جان
بڑھ کے قصرِ ستم آرائی کو ڈھانا ہوگا
خونِ ناحق کے طلب گار اب آنا ہوگا

کوئٹہ، ہنگو، پشاور یا کراچی کی زمیں
ارضِ لاہور ہو، چکوال یا گلگت کے مکیں
خون سے اپنے یہ سارا ہی وطن ہے رنگیں
ہے لہو قرض یہ ہم پر جو چکانا ہوگا
خونِ ناحق کے طلب گار اب آنا ہوگا

جن کے بچوں کے گلے کاٹے گئے ہم وہ ہیں
سرِ بازار جو سب کھینچے گئے ہم وہ ہیں
جن کے گھر بار جلے، لوٹے گئے ہم وہ ہیں
ظلم کو صفحۂ ہستی سے مٹانا ہوگا
خونِ ناحق کے طلب گار اب آنا ہوگا

گر ہے حیدرؑ کی وِلا جرم تو ہم مجرم ہیں
ماتم و اشکِ عزا جرم تو ہم مجرم ہیں
آلِ احمدؐ سے وفا جرم تو ہم مجرم ہیں
کربلا والے ہیں دنیا کو بتانا ہوگا
خونِ ناحق کے طلب گار اب آنا ہوگا

صبح نزدیک ہے ملت کے جوانو اٹھو
بوذر و میثم و قنبر کے غلامو اٹھو
کربلا کہتی ہے شہ کے عزادارو اٹھو
نعرۂ حیدری سولی پہ لگانا ہوگا
خونِ ناحق کے طلب گار اب آنا ہوگا

قاسمؑ و عونؑ و محمدؑ، علی اکبرؑ کی قسم
دستِ عباسؑ کی خونِ علی اصغرؑ کی قسم
سر سے جو چھینی گئی ہے اُسی چادر کی قسم
عشقِ حیدرؑ کا دیا خوں سے جلانا ہوگا
خونِ ناحق کے طلب گار اب آنا ہوگا

آؤ اِک عہد کریں حضرت عباسؑ کے ساتھ
جھکنے پائے نہ علم کٹ بھی اگر جائیں یہ ہاتھ
خوف کیسا کہ دعائے دلِ زہراؑ جو ہے ساتھ
آخری جنگ کا نقارہ بجانا ہوگا
خونِ ناحق کے طلب گار اب آنا ہوگا

خونِ عارف تیری سرخی کا اثر زندہ ہے
تو نہیں ہے ترا پیغام سحر زندہ ہے
ہاں جوانوں کی رگ و پے میں ظفرؔ زندہ ہے
جذبۂ شوقِ شہادت کو جگانا ہوگا
خونِ ناحق کے طلب گار اب آنا ہوگا

❁❁❁

---

(۱) ڈیرہ اسمٰعیل خان (۲) ڈیرہ غازی خان